Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

Theoretical and Practical Perspectives
جغرافیائی تنقید: نظری و عملی تناظر

Dr. Syed Muhammad Murtaza Hassan
Assistant Professor, Department of Urdu, Government Ambala Muslim Graduate College Sargodha

ABSTRACT
This research article explores the emerging field of **Geocriticism**, examining its evolution as a vital literary theory that bridges the gap between geography and literature. While traditional literary analysis often prioritizes “time” (history), Geocriticism shifts the focus toward “space” and “place,” treating the setting not merely as a backdrop but as a dynamic participant in the narrative.
The theoretical framework of this study delves into **Bertrand Westphal’s** concepts of **spatiotemporality, transgressivity, and referentiality**. It investigates how human perceptions, cultural mapping, and physical landscapes intersect to shape literary texts. In the practical perspective, the article analyzes how authors utilize geographical markers to construct identity, navigate post-colonial displacement, and represent the complexities of urban and rural life.
By applying a geocritical lens, this paper argues that the "spatial turn" in literature provides a more nuanced understanding of the relationship between the real world and the fictional "world-version." The findings suggest that Geocriticism offers a multidisciplinary approach that is essential for modern literary criticism, particularly in Urdu literature, where the sense of place is deeply intertwined with cultural and historical migrations.

Keywords: Geocriticism, Spatial Turn, Literary Geography, Bertrand Westphal, Spatiotemporality, Urdu Literature.

جغرافیہ ایک ایسا شعبہ علم ہے جس میں زمینی ساخت کا مطالعہ انسانی ماحول پر اس کے اثرات کے تناظر میں کیا جاتا ہے۔ عام طور پر جغرافیے کی بہ طور سائنسی علم تعریف کرتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا سائنسی علم جو زمین کی سطح، اس کے نشیب و فراز، اس کی طبعی خصوصیات، پہاڑ، دریا، صحرا، مجموعی ماحول، آب وہوا، اور اس پر موجود انسانوں اور اِن کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرے؛ وہ جغرافیہ کہلائے گا۔ دراصل یہ مختلف لینڈ سکیپ کے زیر اثر انسانوں کو سمجھنے اور مختلف مقامات کی مقامی تقسیم کا مطالعہ ہے۔ جغرافیے کے ماہرین اسے دو بنیادی دائروں میں رکھ کر دیکھتے ہیں۔ ایک کو طبعی جغرافیہ (Physical Geography) جب کے دوسرے کو انسانی جغرافیہ (Human Geography) کہا جاتا ہے۔

طبعی جغرافیہ (Physical Geography) کا بنیادی تعلق زمین کی قدرتی ساخت، فطرت، مناظر اور ماحول سے ہے؛ جب کہ انسانی جغرافیہ (Human Geography) کا رشتہ انسانی رہن سہن، ثقافت، معیشت، آبادی اور زمین سے تعلق سے منسلک ہے۔ مجموعی طور پر یہ ایک ایسا علم ہے جو زمین کے مزاج، جغرافیائی تبدیلیوں کے اثرات اور انسانی ماحول سے اِس کے تعلق کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ جدید جغرافیے میں زمین کی

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

ساخت، اِس کی نقشہ کشی اور مختلف مقامات کے ایک دوسرے سے مختلف ہونے کی بنیادوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جدید جغرافیائی تحقیق میں ارضی و ماحولیاتی تغیریات، نقشہ جات اور وسعت مکانی اِس کی رنگارنگی اور ورائٹی سے متعلق تحقیق کی جاتی ہے۔ اِس اعتبار سے جغرافیہ ایک ایسے شعبہ علم کے طور پر سامنے آتا ہے جس کا رشتہ انسانی سماج سے براہِ راست اُستوار نظر آتا ہے۔ اس کے تحت ہم طبعیاتی ماحول کے نظری عوامل کے ساتھ ساتھ سماج میں ہونے والی انسانی سرگرمیوں اور ان کے اسباب و نتائج پر بھی غور کرتے ہیں۔ Geo Criticism بنیادی طور پر جغرافیائی علم سے جڑا ہوا ایک ادبی تنقیدی نظریہ ہے۔ اُردو میں اس کے لیے جغرافیائی تنقید کی اصلاح استعمال کی جاتی ہے۔

فرانسیسی مفکر برٹرینڈ ویسٹ فال (Bertrand Westphal) کو اس نظریے کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ جغرافیائی تنقید کے بنیادی افکار کا انحصار برٹرینڈ ویسٹ فال کے پیش کردہ نظریات پر ہے۔ اُردو تنقید میں یہ نظریہ نسبتاً نیا اور اُبھرتا ہوا میدان ہے۔ جغرافیائی تنقید متن کو محض الفاظ کا مجموعہ نہیں سمجھتی بل کہ اسے ایک خاص خطے، مقام، ماحول اور فضا سے مربوط کرکے دیکھتی ہے۔

ادبی تنقید کے روایتی دبستانوں میں عموماً متن، مصنف یا قاری پر توجہ مرکوز کی جاتی رہی ہے لیکن بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے آغاز میں مقام، space اور جغرافیے کو ادیب مطالعے کا مرکز بنانے کا رجحان سامنے آیا، جو آہستہ آہستہ ایک تحریک کی شکل اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ جغرافیائی تنقید کا نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ کوئی تخلیق یا متن خلائی پیداوار نہیں ہے، بل کہ ہر متن ایک خاص جغرافیائی ماحول اور سماجی فضا کا نمائندہ ہے۔ جغرافیائی تنقید سے مراد ادب کا وہ مطالعہ ہے جس میں انسانی جغرافیہ، نقشہ نگاری (Cartography) اور زمینی حدود کے اثرات کو تخلیق اور متن میں تلاش کیا جا سکے۔

برٹرینڈ ویسٹ فال کے مطابق ادب صرف زمین کی عکاسی نہیں کرتا، بل کہ وہ زمین کے بارے میں ہمارے تصور کو بھی تخلیق کرتا ہے۔ گویا جغرافیائی تنقید ادب، تحقیق اور متن کو سمجھنے کا ایک جدید نظریہ ہے، جو محض جمالیاتی نہیں بل کہ ماحولیاتی، جغرافیائی، سیاسی اور ثقافتی تناظر کو بھی سامنے لاتا ہے۔ اس نظریے میں پہلی بار ادبی متون کے مطالعے کے حوالے سے جگہ اور مقام (space) کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ بیسویں صدی کی ادبی تنقیدی روایت میں وقت (Time) کو 'جگہ (Space)' پر فوقیت حاصل رہی۔ لیکن مابعد جدیدیت کے زیرِ اثر جغرافیائی عوامل کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔

جغرافیائی تنقید محض مقام کی نشاندہی نہیں بل کہ اس بات کا مطالعہ ہے کہ ایک مخصوص مقام انسانی شعور تخلیق اور متن کو کس طرح متاثر کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا تنقیدی دبستان ہے جو متن کے اندر موجود جغرافیائی حدود، انسان ساختہ حقیقی مقامات اور تخیلاتی فضاؤں کا تجزیہ کرتا ہے۔ جغرافیائی تنقید کے نظری مباحث کے ضمن میں چار زاویے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

1. مقامیت
2. حقیقت اور تخیل کی آمیزش
3. ساخت سازی / نقشہ نگاری
4. سرحد / ہجرت / جڑت / یادداشت

مقامیت میں بنیادی طور پر متن میں موجود ظاہری زمینی ساخت، لینڈ سکیپ، دریاؤں، پہاڑوں،

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

صحراؤں، شہروں، گلیوں اور محلوں کی شناخت اور حیثیت کو پرکھا جاتا ہے۔ حقیقت اور تخیل کے ضمن میں یہ تجزیہ کیا جاتا ہے کہ ایک حقیقی جغرافیائی مقام مثلاً دہلی، لکھنؤ یا لاہور، کسی ادبی فن پارے (شاعری یا افسانوی نثر) میں کس طرح پیش کیے جا رہے ہیں۔ کیا یہ تمام شہر محض زمینی ٹکڑے ہیں یا اپنے الگ الگ تاریخی، سماجی، سیاسی، نفسیاتی، ثقافتی، ادبی اور لسانی پس منظر کے حامل خطے ہیں۔ جغرافیہ تنقید کے مطابق حقیقت وہ بنیاد ہے جس پر نقشہ بنتا ہے اور تخیل وہ رنگ ہے جو ادیب اس نقشے میں بھرتا ہے۔ ان دونوں کے ملاپ سے ہی ہمیں کسی مقام کی مکمل معنویت سمجھ آتی ہے، اور ہم اس پر کوئی حتمی رائے قائم کر سکتے ہیں۔

ساخت سازی یا نقشہ نگاری میں یہ دیکھا جاتا ہے متن کے ذریعے کسی خطے کا کیا نقشہ سامنے آیا ہے۔ ہجرت / سرحد کے تناظر میں کسی مقام سے ہجرت، جلاوطنی یا منتقلی اور سرحدوں کے تصورات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہجرت، سرحدوں کی تقسیم اور شہروں کی تبدیلی سے انسانی نفسیات اور ادبی متن پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جغرافیائی تنقید کے تناظر میں ادبی فن پارے میں جگہ یا مقام محض ایک پس منظر نہیں ہوتے بل کہ وہ ایک جیتے جاگتے کردار کی طرح فعال ہوتے ہیں۔ گلی، محلے، شہر، بستیاں، صحرا، سمندر، پہاڑ، وادیاں متن کی تشکیل اور کرداروں کے رویوں کو ترتیب دیتے ہیں۔

> "ادبی متون کے مطالعے میں جغرافیائی تنقید کے ذریعے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس ناول یا افسانے میں پیش کی گئی جگہیں کس طرح معنی پیدا کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم جنوبی ایشیا کے ناولوں کو دیکھیں تو ان میں شہر اور سرحدیں اکثر اہم موضوع بن کر سامنے آتے ہیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد لکھے جانے والے ناولوں میں لاہور، دہلی اور کراچی جیسے شہر صرف جغرافیائی مقامات نہیں بلکہ یادداشت، ہجرت اور شناخت کی علامت بن جاتے ہیں۔ اسی طرح اردو ادب میں دیہی اور شہری فضا کے تضاد کو بھی جغرافیائی تنقید کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے"۔

اگر جغرافیائی تنقید کے تناظر میں اُردو ادب کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اُردو ادب کا جغرافیائی تناظر خاصا توانا اور روشن ہے۔ اُردو ادب کے کلاسیکی و جدید ادبی متون میں اس زاویہ نظر کی جڑیں خاصی گہری ہیں۔

> دیہات اکثر روایت اور سادگی کی علامت بن کر سامنے آتے ہیں، جبکہ شہر جدیدیت، پیچیدگی اور طاقت کے مراکز کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جغرافیائی تنقید کا اطلاق صرف ناول یا افسانے تک محدود نہیں بلکہ شاعری میں بھی اس کے امکانات موجود ہیں۔ شاعری میں دریا، صحرا، پہاڑ اور آسمان جیسے عناصر محض قدرتی مناظر نہیں بلکہ انسانی احساسات اور تجربات کی علامت بن جاتے ہیں۔"(1)

اگر ہم کلاسیکی شاعری سے لے کر جدید فکشن تک نظر دوڑائیں تو خطوں اور مقامات کی اہمیت نہایت واضح طور پر دیکھائی دیتی ہے۔ مثال کے طور پر شہرِ آشوب کی پوری صنف کا تمام تر انحصار جغرافیائی اور سماجی تناظر پر ہے۔ شہرِ آشوب کے جغرافیائی تنقیدی مطالعہ کے حوالے سے بین المتنی (Intertextuallity) کے تناظر میں اس طرح دیکھ سکتے ہیں کہ ایک ہی شہر کے بارے میں مختلف شعرا نے کس نوعیت کی نظمیں کہی ہیں ؟؟ اسی طرح میرؔ اور غالبؔ جب دلی کا ذکر کرتے ہیں، تو وہ کس طرح ایک ایک ہی مقام کو مختلف حوالوں سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح Fact and Fiction کے ضمن میں یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ نقشے پر موجود لاہور شہر اور ناول یا افسانے میں پیش کیے گئے لاہور میں کیا فرق ہے؟ یہ ایک دوسرے کو کس کس طرح متاثر کرتے ہیں۔

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

جغرافیائی تنقید 'جگہ' کے مطالعے پر زور دیتی ہے؛ اس کے مطابق ادب صرف وقت کے تسلسل میں نہیں بل کہ مکان (space) کے تناظر میں بھی پڑھا جانا چاہیے۔ جغرافیائی تنقید کے کثیر الفریقی (Multirocalities) اصول کے تحت جب ہم سودا اور میر کی آشوبیہ شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو دہلی محض ایک شہر نہیں بل کہ ایک 'مجروح مقام' (Wourdered Space) کے طور پر سامنے آتی ہے۔

"اُردو کے قدیم شہرِ آشوب میں شہر کی تباہی صرف عمارتوں کا گرنا نہیں تھی، بل کہ یہ اس جغرافیائی مرکزیت کا بکھرنا ہے جو ایک تہذیب کو جوڑے ہوئے تھی"۔(2)

میر کی دہلی کے علاوہ غالب، اقبال، فیض اور ناصر کے یہاں بھی جگہ، خطے، مقام اور شہر سے منسلک متن کے وافر نمونے ملتے ہیں۔ اسی طرح اُردو فکشن اور غیر افسانوی ادب میں بھی اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ مولوی نذیر احمد سے علی اکبر ناطق اور پریم چند سے انتظار حسین اور پھر معاصر فکشن نگاروں کے یہاں یہ مکانی تناظر مختلف متون میں مختلف زاویوں سے پھیلا ہوا ہے۔

یہاں اُردو شاعری کے جغرافیائی مطالعے کے تناظر میں بہ طور مثال بیسویں صدی کے چند معروف اُردو شعرا کا قدرے تفصیلی ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اقبال کی شاعری پر جغرافیائی تنقید کا اطلاق ایک وسیع کینوس فراہم کرتا ہے کیوں کہ ان کے یہاں "مقام" (place) محض مٹی کا نقشہ نہیں بل کہ ایک روحانی، سیاسی اور کائناتی حقیقت ہے۔ اقبال محدود جغرافیائی جکڑبندیوں سے نکل کر ایک عالم گیر جغرافیے کا تصور پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اقبال جب اسپین جاتے ہیں تو وہاں کے جغرافیے کو محض ایک مسافر یا سیاح کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بل کہ اسے اسلامی تاریخ کے گم شدہ مرکز کے طور پر دوبارہ دریافت کرتے ہیں۔

"مسجدِ قرطبہ میں اقبال نے 'جگہ' (Space) کو وقت (Time) کے ساتھ پیوست کر دیا ہے۔ اِن کے لیے یہ مسجد ایک ایسا جغرافیائی نقطہ ہے جہاں ماضی اور حال کا سنگم ہوتا ہے"۔(3)

اسی طرح جغرافیائی تنقید میں 'بلندی' (vertical space) کا تصور بھی اہم ہے۔ اقبال کا شاہین محدود ذہنی جغرافیے کا قیدی نہیں؛ بل کہ وہ آسمانوں کی بلندیوں کا مسافر ہے۔ وہ پابند نہیں آزاد ہے۔

"اقبال کا شاہین جغرافیائی مرکزیت کو توڑتا ہے وہ پست زمین کے بجائے بلند نظاروں کا انتخاب کرتا ہے، جو دراصل انسانی خودی کی وسعت کا استعارہ ہے"۔(4)

جغرافیائی تنقید کے حوالے سے اقبال کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ
جلوہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

یہاں مدینہ اور نجف روایتی خطوں یا شہروں کے طور پر سامنے نہیں آتے بل کہ فکری عظمت اور روحانی مراکز کے استعارے اور عقیدت کے مینار کے طور پر شناخت قائم کرتے ہیں، اور فرنگ کا جلوہ اور شان و شوکت اقبال کے نزدیک فریب نظر اور دھوکے سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

مجید امجد اُردو کے ایسے شاعر ہیں؛ جنھوں نے فطرت اور جغرافیے کو سائنسی، فلسفیانہ اور اخلاقی گہرائی سے ثروت مند کیا۔ ان کے یہاں شہر، دریافت اور سڑک جغرافیائی تنقید کے "ماحولیاتی" تناظر کے مظہر ہیں۔

"مجید امجد کی نظموں میں مقام (place) ایک متحرک کردار ہے، جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی شکل بدلتا رہتا ہے۔ ان کی شاعری مکانیت (partiality) کا بہترین نمونہ ہے"۔(5)

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

فیض کی شاعری میں زندان، قید خانہ، شہر، وطن اور اہل ون کا تصور جغرافیائی تنقید کے سماجی و سیاسی رخ کو واضح کرتا ہے۔ ایڈورڈ سعید کے "تخیلاتی جغرافیے" (Imaginary Geographic's) کے مطابق فیض نے "زندان" کو ایک وسیع کائنات کے مترادف کر دیا ہے۔

"فیض کے ہاں 'قید خانہ' ایک محدود جگہ (Constrained Space) نہیں رہتی بل کہ وہ ایک ایسی تیسری جگہ (Third Space) بن جاتی ہے جہاں سے وہ پوری دنیا کے دکھوں کا نقشہ کھینچتے ہیں"۔(6)

ناصر کاظمی کے یہاں ہجرت ایک جغرافیائی وقوعہ ہے جو گمشدہ مقام (Lost Space) کی تلاش میں بدل جاتا ہے۔ ان کی شاعری میں گھر، دیوار، کمرے، گلی، محلے اور شہر کے استعارے جغرافیائی تنقید کے ہجرت اور نقل مکانی کے زاویے کو سامنے لاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں یادداشت (Memory) اور زمین (Land) ایک ہو جاتے ہیں۔

ناصر کاظمی کے پاس ہجرت ایک جغرافیاتی منتقلی ہے جس نے اُن کی شاعری میں 'یادِ ماضی' (Nostalgia) کی نئی اور منفرد فضا تخلیق کی ہے۔

"ناصر کاظمی کی شاعری میں ہجرت کا دکھ ایک جغرافیائی خلا پیدا کرتا ہے، جسے وہ استعاروں کے ذریعے پُر کرنے کی کوشش کرتے ہیں"۔(7)

جغرافیائی تنقید کا ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ قاری کو متن کے اندرونی ڈھانچے کے ساتھ ساتھ بیرونی تناظر اور خارجی دنیا سے بھی جوڑتی ہے۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ جدید دنیا میں استعمار نے کس طرح مختلف خطوں کے جغرافیے تبدیل کیے اور ان تبدیلیوں نے انسانی نفسیات، سماج اور ادب پر کیا اثرات مرتب کیے۔

ڈاکٹر وزیر آغا کی شاعری میں "ارضیات" اور "جغرافیائی تناظر" فقط پس منظر نہیں بل کہ ایک جیتا جاگتا کردار ہے۔ جغرافیائی تنقیدی تھیوری کے تحت اگر وزیر آغا کے کلام کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر واضح ہوتی ہے کہ ان کے ہاں کائنات فطرت اور مقامی جغرافیہ انسانی لاشعور کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ وزیر آغا کی شاعری کا جغرافیائی مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تخلیق کار اپنی مٹی سے کٹ کر آفاقی نہیں ہو سکتا۔ ان کے ہاں مٹی کی محبت، اہمیت اور جغرافیائی وابستگی ہی دراصل کائناتی شعور کی علامت ہے۔ ان کی شاعری اُردو ادب میں زمینی رچاؤ کی عمدہ مثال پیش کرتی ہے۔ ان کے یہاں جغرافیہ محض بیرونی یا خارجی منظر نہیں بلکہ ایک باطنی اور روحانی تجربہ بھی قرار پاتا ہے۔

"وزیر آغا کی نظمیں ایک ایسے جغرافیائی خطے کی بازیافت کرتی ہیں جہاں انسان اور فطرت کے درمیان کوئی دوئی موجود نہیں"---(8)

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جغرافیائی تنقید ایک ایسا تنقیدی ڈسپلن ہے؛ جس نے ادب کو دیکھنے اور پرکھنے کی ایک نئی، منفرد اور اہم جہت متعارف کروائی ہے۔ یہ زمین اور انسان کے رشتے کو ادبی متن کے آئینے میں تلاش کرنے کی ایک کوشش کا نام ہے۔ جغرافیائی تنقید کا بنیادی استدلال یہ ہے کہ انسانی تجربات زمان (Time) کے ساتھ ساتھ مکان (Space) کے بھی پابند ہیں۔ کسی بھی ادبی فن پارے کی مکمل تفہیم و تعبیر کے ضمن میں اس کے جغرافیائی پس منظر اور مقامی نفسیات و اثرات کو سمجھنا ناگزیر ہے۔

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 4 No. 3 (March) (2026)

حوالہ جات

1۔ https://www.facebook.com/share/p/1AP2wDvszL/

2۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، اُردو افسانہ: روایت اور مسائل، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1986ء، ص143

3۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، اقبال، تفہیم و تجزیہ، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2002ء، ص215

4۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، فکرِ اقبال، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، 1988ء، ص92

5۔ ڈاکٹر سید شمیم زیدی، مجید امجد: حیات اور فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1991ء، ص88

6۔ ڈاکٹر شفیع عقیل، اُردو شاعری میں سیاسی شعور، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، 2005ء، ص165

7۔ محمد حسن عسکری، جدیدیت اور ہم، مکتبہ جدید، لاہور، 1947ء، ص210

8۔ ڈاکٹر انور سدید، وزیر آغا: شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، 2007، ص85